Gohar e tehqeeq گوہر تحقیق
گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی بہاول پور

Year 2024; Vol 03 (Issue 02)
P. 11-16 https://journals.gscwu.edu.pk/

ثمینہ ناز
پی ایچ ڈی اردو اسکالر دی اسلامیہ یونی ورسٹی بہاول پور

Samina Naaz
PhD Urdu Scholar The Islamia University Bahawalpur

افسانوی ادب میں کرداروں کے اہمیت

Importance of characters in fiction

Abstract:

Every person has his own view of life, his specific style of thinking and action and reaction related to various events of life. The fundamental right is the nature of change and man in chaos. Man creates poems as if his work where man is a character, so Shakespeare said that this world is a stage and we are his characters who disappear from the screen after presenting their play at their time.
The storyteller completes the story by making one of these three components the central point in the creation of the story. Sometimes the story is made through the plot, that is, on the basis of reality, sometimes the character reveals the story, and sometimes it creates the atmosphere. The house is achieved and the story is told through it.

Keywords.
World is a stage, characters, atmosphere, presenting, short story

زندگی اور حقائق زندگی کے متعلق ہر شخص کا اپنا ایک نظریہ ہوتا ہے اس کا ایک مخصوص انداز نظر ،اسلوب فکر اور زندگی کے مختلف واقعات سے متعلق عمل اور رد عمل ہوتا ہے کائنات کے اسرار جاننے اور فطرت سماج کے باہمی ربط پر غور کرنا انسان کا بنیادی حق ہے فطرت کی ابتری اور انتشار میں انسان نظم پیدا کرتا ہے۔ گویا اس کارگہہ جہاں میں انسان ایک کردار ہے۔اس لیے شیکسپیئر نے کہا تھا کہ یہ دنیا ایک سٹیج ہے اور اور ہم اس کے کردار ہیں جو اپنے وقت پر اپنا کھیل پیش کر کے پردے سے غائب ہو جاتے ہیں۔کردار کسی بھی کہانی کے لئے اہمیت رکھتے ہیں اس حوالے سے ڈاکٹر فوزیہ اسلم لکھتی ہیں۔

"کہانی کو بنانے میں تین چیزیں اہمیت رکھتی ہیں۔پلاٹ،فضااور کردار ان میں سے کسی ایک چیز کو خاص بنا کر مصنف کہانی کو مکمل کرتا ہے۔ کہانی کبھی پلاٹ کی مدد سے واقعہ بیان کر کے بنی جاتی ہے تو کبھی کردار کہانی کا پردہ پرچار کرتے ہیں اور کبھی کبھی فضا کو یہ اہمیت حاصل ہوتی ہے کہ اس کے ذریعے کہانی بیان کی جاتی ہے۔" (1)

گویا جب تک کہانی میں خود انسان یا انسانی زیست کا موضوع ہو گا تب تک کرادار قصے میں موجود رہے گا انسانی زندگی کا موضوع کردار سے تہی اپنی منتہا تک نہیں پہنچ سکتا یعنی کہ کردار اور قصہ لازم وملزوم ہیں۔افسانے کے مختلف عناصر یا حصوں پر اپنی بحث کو سمیٹتے ہوئے پروین اظہر بیان کرتی ہیں۔

"مختصر افسانہ افسانوی نثر کی ایک صنف ہے ناول اور ناولٹ کی طرح جو زیادہ طویل افسانی اصناف ہیں یہ بعض باہمی عناصر سے ملک جل کر جو ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں ترتیب پاتا ہے ان میں سے بڑے عناصر یہ ہیں موضوع یا خیال جس پر کہانی مرکوز ہوتی ہے پلاٹ یا مجوزہ عمل کا سلسلہ کردار یا وہ شخص جو عمل کی تکمیل کرتے ہیں ماحول اور کہانی کا زمان ومکان۔" (2)

مختصر کہانی کسی خیال کو ظاہر کرتی ہے وہ خیال جو کرداروں کی ہم آہنگی سے یا اختلاف سے پیدا ہوتا ہے۔جس سے قاری کی تشویش اور امید و بیم بڑھتی ہے اور ایک کشمکش پیدا ہوتی ہے افسانہ نگار ایک انجام پر پہنچتا ہے جس کے بعد پیچیدگیاں دور ہو جاتی ہیں اور افسانہ انجام کو پہنچتا ہے گویا قصہ میں کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے جو قصے کی مختلف کیفیتوں کو ظاہر کرتا ہے اس سلسلے میں انور کمال بیان کرتے ہیں۔

"مختصر کہانی میں پلاٹ کے علاوہ کردار اہم ہوتے ہیں۔ قاری کے ذہن کو
افسانے کی ہر فضا سے واقفیت کردار کی وجہ سے ملتی ہے کرداروں کے توسط
سے ہی قاری کو معلوم ہوتا ہے کہ افسانے میں کیسے لوگ تھے۔"(3)

کردار کی قصے میں اہمیت سب سے زیادہ ہوتی ہے کہانی میں پلاٹ کے بعد اہم جز کردار نگاری کا ہے۔اس ضمن میں ڈاکٹر نگت ریحانہ اس طرح رقمطراز ہیں۔

" افسانے میں تین چیزیں ہوتی ہیں پلاٹ ،کردار اور فضا انہی سے افسانے کی
ساخت تیار ہوتی ہے افسانہ نگار ان میں سے کسی ایک کو مرکزی حیثیت دے کر
افسانے کو ترتیب دیتا ہے پہلے کہانی میں پلاٹ کا بڑا عمل دخل تھا لیکن معاشرتی
ارتقاء سے نئے نظریہ حیات نے جنم لیا نئے مفاہیم نے نئے سوچ کے پیمانے پیدا
کیے افراد کا رویہ بدل گیا اور چیزوں کو گہرائی سے دیکھنے کی بجائے اس کے وجود کو
پرکھنے کی سعی ہونے لگی۔"(4)

ادب پر اس کے اثرات مرتب ہوئے اور افسانہ نگاروں نے انسان کے ذہنی اور جذباتی پہلوؤں کا گہرائی سے جائزہ لیا اور کردار کی تصویر کشی میں مہارت حاصل کی جو افسانے کا اہم پہلو بن کر ابھرا۔جب تک افسانے کا موضوع انسانی حیات رہے گا کردار اور کردار نگاری کا تصور معدوم نہیں ہو سکتا گویا کردار اور کہانی ایک دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتے۔ مجسم اور حقیقی کرداروں میں چند اہم کرداروں کی نوعیت کو ذیل میں واضح کیا جائے گا۔باقاعدہ انسانی کردار اپنی جنس کے لحاظ سے تقسیم ہوتے ہیں یا تو وہ کردار مذکر ہوں گے یعنی مرد یا مونث ہوں گے یعنی عورت اس سلسلے میں ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں۔

"کہانی کا بنیادی موضوع انسان ہے حتی کہ جب جانور پودا یا ذرہ کہانی کی اساس
بنتا ہے تو بھی بشر کے روپ میں ڈھل جاتا ہے اور وہ بھی انسان ہی کی طرح جڑا
ہوا محسوس ہوتا ہے۔"(5)

یہ کردار کہانی کا محرک بھی ہوتے ہیں اور اس کے متحرک ہونے کے باعث بھی بنتے ہیں چونکہ ایک حصہ انسانی زندگی کے ہما پہلو جہتوں پر مشتمل ہوتا ہے اس لیے انسانی کردار اس کا فعال رکن ہوتے ہیں یہ کردار منفی اور مثبت دونوں ہو سکتے ہیں۔ منفی اور مثبت کرداروں کے خصوصیت کے اعتبار سے دو حصے کیے جاتے ہیں۔ مثالی اور حقیقی کردار مثالی کردار سے مراد ایسے کردار ہیں جس سے

ان کی ذات سے وابستہ مخصوص عمل کے علاوہ کسی اور عمل کی توقع نہیں ہوتی مثلاً اگر وہ کردار رحم دل نہیں ہے تو وہ منفی خصوصیات کا نمائندہ کردار ہوگا یا اگر کوئی کردار دانشمند ہے تو پورے قصے میں اس کی دانشمندی کے کارنامے بیان کیے جائیں گے۔

جیسے کہ اردو ادب میں ڈپٹی نظیر احمد کے کردار حقیقی کردار ہیں اور مثالی بھی ایسے کردار خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہوتے ہیں ان میں بھی کسی حد تک مصالحیت موجود ہوتی ہے۔ یعنی بالعموم وہ خیر کی قوتوں کے نمائندے ہو گئے اور شر کے خلاف مہم جو ہو گئے۔ تاہم یہ کردار عام انسانی خصائل سے مبرا نہیں ہوتے بعض اوقات قصے میں کردار ایک واضح شناخت یعنی جس میں انسانی خصائص وغیرہ کے حامل ہوتے ہیں لیکن ان کی کوئی پہچان نہیں ہوتی۔

قصہ گو ایسے کردار کو "میں" "تم" "تو" کہہ کر مخاطب کرتا ہے یہ کردار باقاعدہ شناخت رکھتے ہیں مگر کسی مخصوص نام کی قید سے آزاد ہوتے ہیں۔ ایسے کرداروں کو متکلم کردار کہا جاتا ہے۔ متکلم کرداروں میں "میں" کا کردار متکلم ہے۔ کبھی کبھی قصہ گو "میں" کردار تشکیل کرتے ہوئے اسے کوئی نام بھی دے دیتا ہے دراصل یہ کردار خود کلامی سے جنم لیتا ہے یہ کردار خود سے مخاطب ہوتا ہے بعض اوقات یہ خود کو "تو" یا "تم" کہہ کر مخاطب کرتا ہے گویا یہ کردار خود کو بھی خود کا غیر سمجھ لیتا ہے اور کبھی خود سے خود مخاطب ہوتا ہے اور خود کلامی کرتے ہوئے خود اپنے آپ کو مخاطب کرتا ہے اس سلسلے میں شمس الرحمن فاروقی ا"فسانے کی حمایت" میں لکھتے ہیں۔

> "واحد متکلم کو افسانے میں افسانہ نگار واقعہ بیان کرتے کرتے کبھی کبھی از خود گھبرا اٹھتا ہے کہ افسانہ نگار اور راوی دونوں ایک تو نہیں ہوتے جارہے افسانہ نگار اور راوی کی وحدت ایک دل کش جال ہے۔"(6)

قصے کے وہ مناظر کو جو مختلف کرداروں کی وساطت سے آگے نہیں بڑھ سکتے پھر کردار خود کلامی کے انداز میں اس قصہ کے ارتقا کا باعث بنتے ہیں۔

> "کشاف و تنقیدی اصطلاحات" میں اسکی وضاحت تو خود کلامی کی کی گئی ہے لیکن اس سے متکلم کردار کی اہمیت بھی اجاگر ہوتی ہے۔ کہانی میں پیش آنے والے واقعات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ کوئی کردار گہری سوچ میں دکھایا جائے اور اس کی سوچ قاری کے علم میں بھی لائی جائے تا کہ

> قاری کرداروں کی شخصیت کے ہر پہلو سے بھی آگاہ ہو سکے وہ پہلو جو مکالمے میں نہیں آسکے ۔ افسانہ نگار اس معاملے میں کردار کو تنہائی میں باآواز بلند سوچتا ہوا یا اپنے آپ سے باتیں کرتا ہوا دکھاتا ہے اس کو "خود کلامی" کہتے ہیں۔"(7)

غیر متکلم کردار کی کرداری اعتبار سے برعکس ہیں یہ کردار بھی بعض نوعیتوں میں متکلم ہوتے ہیں مثلا متکلم کردار بعض اوقات خود کو غیر سمجھ کر مخاطب ہوتا ہے تو "تو" "وہ" "تم" یا آپ کا صیغہ استعمال کرتا ہے۔ جمع متکلم کردار متکلم کردار ہی ہیں اس میں خود کلامی کا انداز موجود ہوتا ہے لیکن اس میں واحد متکلم بعض اوقات اپنے پورے خاندان گروہ طبقے یا سماج کی نمائندگی کرتا ہے واحد متکلم کی ایک حیثیت آپ بیتی میں ظاہر ہوتی ہے۔

افسانے میں یہ صورتحال آپ بیتی کا انداز رکھتی ہے اس سے تخلیق کار کو کردار کے تعارفی خاکے کی ضرورت نہیں پڑتی اور قاری قصے کو اپنی داستان سمجھ کر پڑھتا ہے واحد متکلم خود اپنے آپ سے باتیں کرتا ہے خود کلامی کی اس تکنیک کا ایک پہلو اور بھی ہے جس میں متکلم کسی کو مخاطب کرلیتا ہے اور یہ محسوس نہیں ہوتا کہ مخاطب کون ہے افسانے میں ایک تکنیک غیر کرداری مکالمے کی بھی ہوتی ہے۔ دو مختلف کردار مکالمہ کرتے ہیں اپنے حالات تاثرات جذبات اور خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ لیکن دونوں کردار متکلم انداز اپنائے ہوتے ہیں متکلم کردار کی ایک اہمیت نفسیاتی بھی ہے سمجھنے کی بات تو یہ ہے کہ کسی کردار کا نام نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے والا قصے کو غیر کا قصہ سمجھ کر نہیں پڑھتا یعنی وہ منظر کو بطور ناظر اور تماشے کو بطور تماشاہی نہیں دیکھتا متکلم کردار کی وجہ سے قصے کی پرتو میں کھو جاتا ہے کردار کے جذبات اور احساسات کو شدت سے محسوس کرتا ہے۔

ناظر کی بجائے خود منظر اور تماشائی کی بجائے خود تماشا ہوتا ہے یعنی وہ منظر کو منظر کے اندر سے دیکھتا ہے ایسے کردار سے ایک تاثر یہ ابھرتا ہے کہ افسانے سے کردار غائب کر دیا گیا ہے اور صرف وقوع حاوی ہے لیکن کردار نگاری سے کسی صورت نجات ممکن نہیں اگر وہ قصے کا حصہ نہیں بھی تو اس کا راوی ضرور ہے مثلا راجندر سنگھ بیدی کے افسانے کے حوالے سے شمس الرحمن فاروقی کردار کی پرتو یوں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

> "واحد متکلم کردار ادب میں ایک اہم تکنیک ہے۔ جس ذریعے کردار کی نفسیات اور داخلی دنیا کو گہرائی سے پیش کیا جاتا ہے اس کے ذریعے نہ صرف

کردار کی حقیقت سامنے آتی ہے بلکہ قاری بھی گہری سطح پر پہنچ جاتا ہے۔"(8)

جدید افسانے میں یہ تکنیک بالخصوص استعمال ہوتی ہے واحد متکلم کے کردار کی صورت میں قاری خود کو قصے کے منظر کا حصہ سمجھتا ہے اس طرح وہ اپنے احساسات اور جذبات کے ساتھ اس منظر کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اس منظر کی شدت اور وحدت کو قبول بھی کرتا ہے قاری کے جذبات اور احساسات میں ایسے کردار ہلچل مچا دیتے ہیں الغرض یہ کہ کردار منفی ہوں یا مثبت واحد متکلم ہوں یا پھر غیر متکلم فن پارے میں بہت اہمیت رکھتے ہیں اس کے بغیر فن پارا مکمل نہیں ہو سکتا۔

حوالہ جات

1۔ فوزیہ اسلم، ڈاکٹر، "اردو افسانے میں اسلوب اور تکنیک کے تجربات" اسلام آباد پورب اکادمی، 2007ء ص20

2۔ پروین اظہر، ڈاکٹر، "اردو میں مختصر افسانہ نگاری کی تنقید" لاہور، بک ٹاک 2006ء ص17

3۔ انور کمال، "فن اور تنقید" لاہور، نیشنل بک فاؤنڈیشن، س۔ن، ص69

4۔ نگہت ریحانہ، ڈاکٹر، اردو میں مختصر افسانہ فنی و تکنیکی مطالعہ" دہلی، ایجوکیشنل پبلیشنگ، 1986ء ص29

5۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، "اردو افسانہ روایت و مسائل" لاہور، جدید ناشرین، طبع اول، 1968، ص69

6۔ شمس الرحمٰن فاروقی، "افسانے کی حمایت میں" کراچی، شہر زاد، 2004ء ص118

7۔ حفیظ صدیقی، ابولا اعجاز، "کشاف تنقیدی اصطلاحات" اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 1985ء ص74

8۔ شمس الرحمٰن فاروقی، "افسانے کی حمایت میں" کراچی، شہر زاد، 2004ء ص120